AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"CHALE HO TO CHEEN KO CHALEY" MEIN CHEENI TAHZIB O MASHRAT KI AKASI

"چلتے ہو تو چین کو چلیے" میں چینی تہذیب و معاشرت کی عکاسی

- **ڈاکٹر ندیم حسن**

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، یونیورسٹی آف چترال

- **سلمان المعظم**

ایم فل اسکالر یونیورسٹی آف چترال

- **ڈاکٹر فرزانہ اقبال**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، بٹگرام

Abstract:

This article presents a ***critical study of the representation of Chinese civilization, culture, and society in Ibn-e-Insha's travelogue*** **Chalte Ho To Cheen Ko Chaliye**. *The study examines various dimensions of Chinese social and cultural life as observed and portrayed by the author during his visit to China in 1966. Particular emphasis is placed on the social customs and traditions, simplicity of lifestyle, self-respect, commitment to work, dress, music, gender roles, transportation, education, hospitality, and dietary practices of the Chinese people. The travelogue provides a comprehensive portrayal of Chinese society during a period of significant social and economic transformation. Ibn-e-Insha's observations highlight the values of discipline, simplicity, hard work, patriotism, dignity, and social responsibility among the Chinese people. The study concludes that* Chalte Ho To Cheen Ko Chaliye *is a significant Urdu travelogue that offers a detailed literary account of Chinese civilization and provides valuable insight into the social, cultural, and economic conditions of China during the period under discussion.*

چلتے ہو تو چین کو چلیے ابن انشا کا ایک شاہکار سفر نامہ ہے اس میں چین اور چینی تہذیب و ثقافت کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔

سفر نامہ عربی زبان کے لفظ "سفر" سے ماخوذ اور "نامہ" کے مرکب سے بنا ہے۔ جس کے لفظی معنی کوچ اور ایک مقام سے کسی دوسری جگہ جانے کے ہے۔ اور نامہ کے معنی خط کے ہے۔ جس سے بیاض ڈائری یا روزنامچہ بھی مراد لیا جاتا ہے ہے جو ایسی تحریر ہوتی ہے جو سفر کے حالات وواقعات پر مشتمل ہوتی ہے۔

سفر کے لفظی معنی الحاج مولوی فیروزالدین اپنی لغت میں سیاحت، ،کوچ روانگی اور مسافرت کے بیان کرتے ہیں (۱)

ابن انشا اردو ادب کے نامور سفر نامہ نگاروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ جس کے سفر ناموں میں فنی پختگی کے ساتھ فکری انفرادیت بھی اپنی عروج پر ہے۔ اپنے اس سفر نامے میں ابن انشا نے چینی طرز زندگی کا بیان کیا ہے۔ ابن انشا نے ادباء کے وفد کے ساتھ سفر چین ۱۹۶۶ء کو کیا اختیار کیا تھا۔

اس کتاب میں چینی عوام کی تہذیب و معاشرت کا مفصل ذکر کیا ہے۔ انقلاب چین کے بعد چین میں تیزی سے بدلتے حالات کے تناظر میں چینی عوام کی نہایت خوبصورت تصویر اس سفر نامے میں موجود ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب چین اور چینی ایک مشکل وقت کا شکار تھے۔ زندگی کے بنیادی ضروریات کا فقداان تھا۔ لیکن چینی لوگ زندگی کے ہر شعبے میں اپنی پوری لگن اور جہدِ مسلسل کے ساتھ ترقی کے حصول کی راہ میں گامزن تھے۔

یہاں اُس زمانے کے چینیوں کی لگن اور جہد مسلسل کا ذکر کیا ہے جو وطن کی محبت کے جذبے سے سرشار، جان کی پرواہ کیے بغیر، دن اور رات ایک کر کے، موسم کی فکر سے آزاد اپنے ملک کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ابن انشا فرماتے ہیں کہ اپریل کی بیس تاریخ کو چین میں سردی بہت ہوتی ہے۔ سردی کی وجہ سے ہمارے ہاں کوئی بھی اپنے گھر سے نہیں نکلتا

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لیکن چین میں ابھی چند دنوں پہلے ہی برف پڑی تھی لیکن لوگ اب بھی رات کے وقت سردی سے بے پرواسڑکوں کے کنارے کام کرنے میں مصروف ہیں۔روشنی کا انتظام بھی کیا گیاہے تاکہ کام کرتے وقت لوگوں کو دشواری کا سامنانہ ہو۔ٹڑیکٹڑ، بلڈوزر اپنی دھن میں مست رواں دواں ہیں۔
جس میں وُہ لوگ جو اپنا دھندا چلانے کے لیے رات کی تاریکی کا بے تابی سے انتظار کرتے ہیں رات کو وُہ بھی محوِ خواب ہوتے ہیں۔ لیکن چینی بادشاہ سے لے کر عام آدمی تک اپنے ملک کو سنوارنے میں مگن ہیں۔(۲)
سفر نامہ نگار نے چینی سماجی طرزِ حیات کے تمام گوشوں سے قارئین کو آشنا کیا ہے اس وجہ سے ڈاکٹر سعید احمد یوں فرماتے ہیں کہ اس سفر نامے میں چینی سماجی زندگی کا خصوصی بے ان ملتاہے۔اور قارئین کو دلچسپ مواد فراہم کیاہے۔(۳)
انسانی زندگی اور معاشرے میں رسوم ورواج خاص اہمیت رکھتے ہیں۔اس سفر نامے میں ابن انشاؔ اُس وقت کی چینی ان کو بھی پیش کرتے ہیں۔ یہ رسوم ورواج خصوصاًشادی بیاہ جیسی تقریبات میں اپنی پوری آب وتاب سے دکھائی دیتے ہیں جس سے تہذیبی زندگی کے متعلق خصوصی آگاہی ملتی ہے۔
ابن انشا دورۂ چین کے وقت زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے ساتھ وہاں کی شادی بیاہ کا بھی بیان کرتے ہیں۔ جس میں انتہادرجے کی سادگی اور تزیّن وآرائش کا فقدان ہے۔ جس سے یہ واضح پیغام ملتاہے کہ اُس وقت معاشی بحران کی وجہ سے چینی عوام کی تہذیب ومعاشرت میں بھی سادگی ہے۔
ابن انشاچین کی تہذیب ومعاشرت کیابیان کرتے ہوئے اس سفر نامے میں ایک جگہ یوں اظہارِ خیال کرتے ہیں۔جب ہم نے ان سے شادی کے متعلق پوچھا کہ اس شادی میں سرمایہ کتنا خرچ ہوا۔تواس شخص نے کچھ چونکادینی والی بات کہی کہ شادی میں کُل سویوان کاخرچ ہوا۔وُہ بھی آدھادلہن کی طرف سے۔اس حساب سے پچاس یوان کاخرچ ہوا ہو گا۔یہ روپے بھی کچھ مٹھائی اور کچھ دوجوڑے دولہا اور دلہن کے جوڑے خریدنے میں کام آئیں۔اس کے علاوہ کوئی خرچہ نہیں نہ دھوم دھام، نہ قاضی کی فیس اور نہ ہی رجسٹرار کی جھنجھٹ۔بس ایک دفتر میں گ ئے وہاں دعائے خیر کے رشتۂ مناکحت کی بندھن میں بندھ گ ئے۔(۴)
اُس وقت کا چینی معاشرہ غربت زدہ تھا۔زندگی کی بنیادی سہولیات نہیں تھیں۔ لیکن ان سب کے باوجود بھی چینی عوام اپنی عزت کالحاظ رکھتے۔حالانکہ معاشرے میں جب غربت بڑھ جاتی ہے توبرائیاں بھی جنم لیتی ہیں۔ لیکن چینی معاشرہ اس کے برعکس تھا۔لوگ بے شک سہولیات سے محروم تھے لیکن کبھی بھی اپنی عزت نفس پر سمجھوتہ نہیں کرتے تھے۔معاشرتی برائیاں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ لیکن شرم وحیااور خودداری ان میں بہت زیادہ تھی۔اس حوالے سے ایک جگہ ابن انشالکھتے ہیں۔کہ ہوٹل کے بیرے بھی بخشش نہیں لیتے۔اور نہ کوئی مسافران کو بخشش سے نوازنے کی جرآت رکھتاہے۔وہاں بڑی گاڑیوں والے بھی اپنی اوقات یعنی انسانیت کے حدود سے باہر نہیں نکلتے اور نہ ہی وُہ فٹ پاتھ پر چلنے والوں کو اپنے سے حقیر سمجھ کر رعب ودبدبہ جمانے کی کوکوشش کرتے ہیں۔وُہ خصوصیات جو اکثر ممالک میں دیکھنے کوملتی ہیں چین میں مفقود ہیں۔یعنی جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں۔نہ ہی بھیگ مانگنے والے ہیں اور نہ رات کو عیاشی کے ساماں میسر کرنے والے کلب۔اس کے ساتھ ساتھ بے کار اور سست لوک بھی تقریباًپائے نہیں جاتے۔(۵)
اُس زمانے کے چینی لوگ نہایت سادگی پسند نظر آتے ہیں۔ جن کی زندگی ہر حوالے سے نمودونمائش سے پاک ہے۔وہ اپنی زندگی میں پیچیدگیوں کے بجائے آسانیوں کے متلاشی ہیں اصل اہمیت باطن کو دیتے ہیں نہ کہ ظاہر کو۔ تہذیب ومعاشرت کے ہر حوالے سے نہایت سادگی اور حقیقت پسند لوگ دکھائی دیتے ہیں۔
وہ رسوم ورواج کے ساتھ لباس کے معاملے میں بھی کوئی خاص توجہ نہیں دیتے۔یعنی لباس ہمیشہ سادہ زیب تن کرتے ہیں اور لباس ان کی نظر میں ثانوی حیثیت کی حامل ہے۔وہ ہمیشہ اصلیت پر نظر رکھتے ہیں ابن انشااس بارے میں کچھ یوں فرماتے ہیں۔کہ چینی عورت اور مرد ایک جیسی لباس پہنتے ہیں لباس میں بالکل بھی فرق نہیں۔ایک جیسی جیکٹ کے ساتھ پتلون اور ایک جیسے جوتے، نمودونمائش سے پاک سرخی، لپ اسٹک، بندی، جھومر، غرارہ، ساڑی، ڈوپٹہ، پرس کچھ بھی نہیں، یہ حقیقت پر مبنی باتیں ہیں۔(٦)
چینی عوام استطاعت کے باوجود بھی ظاہری نمودونمائش سے ہمیشہ اپنے آپ کو باز رکھتے ہیں۔ کپڑوں پر کئی پیوندلگائے پھرتے ہیں۔ہمیشہ کام کو اہمیت دیتے ہیں اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں بے کار اور بے فائدہ کام سے دور رہتے ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ابن انشاچینیوں کی معاشرتی زندگی میں حقیقت پسندی کا بیان یوں کرتے ہیں کہ اکثر لوگوں اتنی سادگی پسند ہے۔ کہ اپنی پتلونوں پر پیوند لگے ہوتے ہیں۔ یونیورسٹی میں بھی پیوند لگے طالب علم، ڈاکٹر بھی اپنے دفتر میں اسی حلیے کے ساتھ بیٹھا ہے۔ کچھ ایسے جن کے کپڑوں پر دس سے بیس بیس پیوند بھی لگے تھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چینی تنگ دست ہیں بلکہ وہاں بازار میں بھی ہر قسم کے کپڑے موجود ہیں لیکن وہاں کے لوگ ان کو اہمیت نہیں دیتے وہ ہمیشہ اصلیت کو دیکھتے ہیں۔ وہ ظاہری حالت کو دکھاوا تصور کرتے ہیں۔(۷)

اُس زمانے کی چینی ثقافت میں موسیقی کی بھی الگ پہچان تھی۔ ایک جگہ مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ کلچر شو میں اپنی صلاحیتوں کالوہا منواتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ان کا انداز نہایت سادہ اور روایتی ہے۔ جو جدید آلاتِ موسیقی سے محروم ہے۔

ابن انشاکسی عمارت میں ایک تہذیبی پروگرام کے بارے میں کہتے ہے۔ کہ ہم وہاں ایک پارک میں گئے جہاں مقامی ثقافتی میلے کو ملتے تھے۔ ایک طرف سینماد کھایا جارہا تھا، دوسری طرف کچھ لوگ مداری کے تماشے سے لطف اندوز ہو رہے تھے، کچھ دوسرے کھیل تماشوں میں مصروف تھے۔ یہاں تماشے بھی طرح طرح کے ہوتے تھے اور دیکھنے والے بھی مختلف طبقے اور عمر سے تعلق رکھنے والے تھے۔ وہاں پر کچھ مقامی موسیقی کا بھی اہتمام موجود تھا ہم اس طرف جانکلے وہاں ہمارے لئے ترجمے کا انتظام بھی کیا گیا اور ہم بھی اس سے خوب لطف اندوز ہوئے۔(۸)

ابن انشااُس زمانے کی چین میں مردوخواتین دونوں کو یکساں ذمہ دار شہری کے طور پر دکھاتے ہیں۔ یعنی زندگی گزارنے کے جتنے جتن مرد کرتا ہے اس میں عورت بھی اس کے شانہ بہ شانہ کھڑی محنت کرتی دکھائی دیتی ہے۔

اس سفر نامہ میں چینی تہذیب وثقافت کی بھرپور عکاسی کے حوالے سے سعید احمد بھی متاثر نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس سفر نامے کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ آپ نے جیسے چین کو دیکھا ہے اور جس بھرپور انداز میں اس کا بیان کیا اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ابن انشاایک ترقی پسند سوچ رکھنے والے شخصیت تھے۔ تبھی اس نے چین کے ساتھ اس کی تہذیب وثقافت کو بھی بہت سراہا ہے۔(۹)

معاشرتی زندگی میں ذرائع آمدورفت اہم کردار ہے۔ زندگی میں آسانیاں پیدا کرنے، ضروریات کی تکمیل، وقت کا ضائع کیے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ کو سفر، الغرض زندگی سے متعلق اور منسلک بہت سے شعبوں میں ذرائع آمدورفت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اس سفر نامے میں بھی چینی تہذیب ومعاشرت کے زمرے میں ان ذرائع کا بیان ملتا ہے۔ چینی عوام کی طرح آمدورفت کے ذرائع بھی سہولیات کے فقدان کا شکار ہیں۔ ان سے صرف مجبوری دور کی جاسکتی ہے۔ سفر نامے میں ابن انشالکھتے ہیں کہ وہاں ہم نے اپنی سواری کے لیے کاروں کا بندوبست کیا تھا۔ جو اپنی بہتر حالت میں نہیں تھی۔ بس ضرورت کے تحت کام آسکتے تھے۔ نہ ہی بہت پرانی تھی اور نہ ہم ان کو نئی کہہ سکتے ہیں۔(۱۰)

اُس وقت چین میں تعلیم سے زیادہ تربیت اہمیت کو دی جاتی تھی۔ مختلف درسگاہیں تو تھی۔ لیکن اہمیت تربیت کو دی جاتی۔ تربیت کے ساتھ ساتھ بچوں کی جسمانی نشوونما کا خاص خیال رکھا جاتا۔ بچوں کی اطوارِ زندگی، اخلاق وعادات، صفائی وستھرائی اور جسمانی نشوونما کا خاص خیال تعلیم کا اہم حصہ تھا۔ ابن انشالکھتے ہیں۔ کہ ہم وہاں ایک اسکول میں گئے جہاں بچوں کے لیے چھوٹی چھوٹی کرسیاں بنچیں لگائی گئیں تھیں۔ یہاں ان کو ضرورت کے مطابق نصابی تعلیم ان کو دی جاتی تھی لیکن اصل اہمیت اخلاق وعادات کو دی جاتی اس کے ساتھ ساتھ صحت اور صفائی پر زیادہ توجہ دی جاتی۔ بچے کو کھیلنے بھی دیا جاتا، کھانے پینے کی بھی اجازت ہوتی۔ جس کی وجہ سے بچے خوشی خوشی اسکول کا رخ کرتے اور خوش رہتے۔ استاد سے ڈنڈے کھانے کا خوف ہی نہیں کیوں کہ وہاں استاد کے پاس ڈنڈے کی بجائے حکمت عملی ہوتی ہے۔ (۱۱)

چلتے ہو تو چین کو چلیے میں چینی لوگوں کے طعام کے حوالے سے ابن انشافرماتے ہیں۔ کہ وہ نہایت مہمان نواز واقع ہوئے ہیں۔ دستر خوان میں معیار کے ساتھ قابیں بھر کر لائی جاتی ہیں۔ روایتی طرزِ طعام کا سلسلہ رائج ہے۔ وہاں کی دعوتیں بہت دل سے دی جاتی ہے اس۔ کے لیے خاصا اہتمام کیا جاتا ہے۔ معیار کے ساتھ مقدار میں بھی کوئی سمجھوتہ نہیں ہوتا۔ اچھا کھانا بناتے ہیں طرح طرح کے بناتے ہیں اور بہت زیادہ مقدار میں لائے جاتے ہیں۔ مہمان جتنی بھی کوشش کریں خانے کا حق ادا نہیں کرسکتا۔(۱۲)

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

طعام کے ساتھ مشروبات کا ذکر بھی اس سفر نامے میں کیا گیا ہے۔ جو روایتی ہے۔ یعنی چینی غیر مقامی اور غیر ملکی مشروبات کے استعمال سے قطعاً پرہیز کرتے ہیں۔ وہ ضروریات زندگی کی دوسری چیزوں کی طرح مشروبات بھی مقامی ہی پسند کرتے ہیں۔ یعنی چاہے یا گرم پانی۔

باقاعدگی کے ساتھ کھانے کے بعد کولڈ ڈرنک کی جگہ گرم پانی پیتے ہیں۔ انشا صاحب لکھتے ہیں کہ جب ہم ایک جگا کھانا کھا کے باہر نکلے تو مقامی لوگوں نے سب کو ٹھنڈا پلایا۔ اس سے مراد نہ ہی جوس ہے اور نہ کوکا کولا، پیپسی، سیون اپ، یا کچھ اور۔ وہ تو ان تمام چیزوں سے نا آشنا ہیں۔ یہاں تو صدیوں سے گرم پانی کا استعمال عام ہے۔۔ مقامی لوگوں کے ساتھ ساتھ یہی سلوک مہمانوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔(۱۴)

الغرض اس سفر نامے میں چینی تہذیب وثقافت کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ وہاں کی سیاسی، سماجی، مذہبی، معاشی، معاشرتی اور تہذیبی زندگی کے پہلوؤں کو نہایت جامع انداز میں قاری تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اس سفر نامے کے مطالعے سے اُس زمانے کا چین اور چینی تہذیب و معاشرت کی واضح تصویر دیکھنے کو ملتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ الحاج فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات (فیروز سنز لاہور)، ص:۸۰۱

۲۔ ابن انشاء، چلتے ہو تو چین کو چلیے، دانیال راجہ پرنٹر، لاہور، ۲۰۱۹، ص:۱۸-۱۹

۳۔ سعید احمد، آزادی کے بعد اردو سفر نامہ (تنقید و تجزیہ)، عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی، ۹۵، ص:۲۲۴

۴۔ ابن انشاء، چلتے ہو تو چین کو چلیے، دانیال راجہ پرنٹر، لاہور، ۲۰۱۹، ص:۳۷-۴۷

۔ ایضاً, ص:۵۲ ۵

۶۔ ایضاً, ص:۵۶

۷۔ ایضاً, ص:۶۹

۸۔ ایضاً, ص:۶۷

۹۔ سعید احمد، آزادی کے بعد اردو سفر نامہ (تنقید و تجزیہ)، عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی، ۹۵، ص:۲۲۶

۱۰۔ ابن انشاء، چلتے ہو تو چین کو چلیے، دانیال راجہ پرنٹر، لاہور، ۲۰۱۹، ص:۶۹

۱۱۔ ایضاً, ص:۱۱۷

۱۲۔ ایضاً, ص:۳۷

۱۳۔ ایضاً, ص:۵۷